تقریظ و انتقاد

"اسلام اور اشتراکیت"

یہ ۱۲۰ صفحہ کا ایک مختصر رسالہ ہے جس کو حاجی محمد یوسف صاحب احمد پائی، دہلی نے چھپوا کر مفت تقسیم کیا ہے۔ اس کے مصنف کا نام ظاہر نہیں کیا گیا، مگر معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کوئی ایسا شخص ہے جس نے اشتراکیت (کمیونزم) کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے اور اس کے ساتھ اسلام کے اصول دین اور اس کے سیاسی، تمدنی اور معاشی نظام کو بھی خوب سمجھا ہے۔ درحقیقت یہ بحث اس قابل تھی کہ اس پر ایسا ہی شخص قلم اٹھاتا، کیونکہ جو لوگ اسلام کے اصول سے ناواقف ہیں وہ اشتراکیت کے خوشنما پہلوؤں سے مرعوب ہو جاتے ہیں۔ اور چند سطحی مشابہتیں دیکھ کر رائے قائم کر لیتے ہیں کہ اسلام اور اشتراکیت میں کوئی بنیادی اختلاف نہیں، بلکہ اسلام خود بھی "اشتراکی" ہے، اور اشتراکیت بہت قریب کی راہ سے اسلام کی طرف آرہی ہے۔ بخلاف اس کے جو لوگ اسلام کا علم تو رکھتے ہیں، مگر اشتراکیت سے اچھی طرح واقف نہیں، وہ صحیح طور سے نہیں بتا سکتے کہ ان دونوں مذہبوں میں اصولی اختلافات کیا ہیں، اور کن وجوہ سے اشتراکیت ایک مردود مذہب ہے۔ پروپیگنڈا کی طاقت، اور اس عملی کامیابی نے جو اشتراکی مذہب کو بظاہر روس میں حاصل ہوئی ہے، اس کو جدت پسند نگاہوں کے لیے اتنا مزین بنا دیا ہے کہ ہر وہ شخص جو سوسائٹی کے موجودہ نظام سے غیر مطمئن ہے، اشتراکیت پر فریفتہ ہو رہا ہے۔ خود مسلمانوں میں بھی اشتراکی خیالات تیزی کے ساتھ پھیل رہے ہیں کیونکہ عام تعلیمیافتہ حضرات تو اسلام اور اشتراکیت دونوں پر کوئی عمیق نظر نہیں رکھتے، اور خواص اگرچہ اشتراکیت کی حقیقت اور اس کی فاسد بنیادوں کو جانتے ہیں، مگر اسلام سے ناواقف ہیں، اس لیے اس غلط

فہمی میں پڑ گئے ہیں کہ تمدن و معیشت کی موجودہ مشکلات کا کوئی حل اشتراکیت سے بہتر نہیں۔ اس بڑھتی ہوئی انقلابی رو سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ کہیں اشتراکی مذہب جس کو محض ایک معاشی و اقتصادی مذہب سمجھا جا رہا ہے، اپنے اُن اُصول و قواعد کے ساتھ مسلمانوں میں بھی جڑ نہ پکڑ لے، جو کلیتہً دہریت، مادہ پرستی اور لادینیت پر مبنی ہیں، اور اخلاق و انسانیت کی تمام صالح بنیادوں پر کاری ضرب لگاتے ہیں۔ علمائے اسلام نے اس خطرۂ عظیم کو ابھی تک محسوس نہیں کیا ہے، اور یہ فتنہ غیر محسوس طور پر پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ ایسی حالت میں اسلام اور اشتراکیت کے مصنف کی یہ کوشش ہمارے دلی شکریہ کی مستحق ہے کہ انہوں نے ایک ایسا مرقع تیار کر دیا جس میں لوگ بیک نظر اسلام اور اشتراکیت کی حقیقی تصویریں پہلو بہ پہلو دیکھ سکتے ہیں اور خود رائے قائم کر سکتے ہیں کہ ان دونوں میں سے کونسی تصویر اس قابل ہے کہ ایک صاحب عقل انسان اس کا گرویدہ ہو۔

مصنف نے پہلے مختصراً اشتراکیت کی تاریخ بیان کی ہے۔ اس کے بعد وہ اصول بیان کیے ہیں جن پر یہ مذہب قائم ہوا ہے اور اس سلسلہ میں یہ حقیقت اچھی طرح واضح کر دی ہے کہ اشتراکی مذہب بالکلیہ ایک سلبی اور تخریبی مذہب ہے۔ دین، اخلاق، معاشرت، معیشت اور حکومت، ہر چیز کے نظام کو درہم برہم کر دینا اس کا اصل مقصود ہے، اور ان سب چیزوں کو مٹا کر وہ انسان کو ایک ایسی حالت کی طرف لے جانا چاہتا ہے جس میں انسانیت سراسر حیوانیت اور بہیمیت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ پھر انہوں نے اسلام کے معاشی، تمدنی، اخلاقی اور سیاسی نظام کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، اور اشتراکیت کے اصولوں سے اس کا مقابلہ کر کے ثابت کیا ہے کہ ان دونوں مذہبوں میں ایسے بنیادی اختلافات ہیں جن کی بنا پر نہ کوئی مسلمان جب تک وہ مسلمان ہے اشتراکی ہو سکتا ہے، اور نہ کوئی اشتراکی، مارکس اور لینن کے نظریات پر ایمان رکھتے ہوئے مسلمان بن سکتا ہے۔ اشتراکیت اور اسلام کے اس موازنہ سے یہ حقیقت بھی روشن ہو جاتی ہے کہ تمدن اور معیشت و سیاست کی جن خرابیوں کو دور کرنے کے لیے اشتراکی مذہب ایجاد کیا گیا ہے، اسلام ان سب کا علاج کر دیتا ہے، مگر فرق یہ ہے کہ اسلام نے اصلاح و تعمیر کا طریقہ اختیار کیا ہے، اور اشتراکیت سراسر افساد و تخریب کے طریقوں سے کام لیتی ہے۔ اسلام مرض کا

علاج اس طرح کرتا ہے کہ مریض تندرست ہو جائے۔ اور اشتراکیت اس کا علاج اس طرح کرتی ہے کہ نہ مرض رہے نہ مریض۔ اسلام سوسائٹی کے بگڑے ہوئے نظام کو حکمت کے ساتھ مٹاتا ہے، اور اس کی جگہ ایک صالح نظام قائم کر دیتا ہے، مگر اشتراکیت اس کو ظلم و جور سے مٹاتی ہے اور اس کی جگہ ایک ایسا فاسد نظام قائم کرتی ہے جو سرمایہ داری، بادشاہی، اور پاپائیت کی بدترین خرابیوں سے زیادہ خرابیاں اپنے اندر رکھتا ہے۔

فی الجملہ یہ مختصر رسالہ ان لوگوں کے لیے مفید ہے جو اشتراکیت کو محض دور سے دیکھ کر اس کی ظاہر فریب صورت پر مائل ہوئے ہیں۔ لیکن جن لوگوں نے اس نئے مذہب کا زیادہ گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے ان کے خیالات کی اصلاح کے لیے اتنی سرسری بحث کافی نہیں ہو سکتی۔ اس غرض کے لیے ایک ایسی کتاب کی ضرورت ہے جس میں اشتراکیت کی تاریخ کیا اس کے فلسفہ، اور اس کے نفسیات کا کھوج لگایا جائے اور ان اسباب کی تحقیق کی جائے جنہوں نے اشتراکی سیاسی مذہب کو اور اسے سرمایہ داری کے ساتھ ساتھ دیانت، اخلاق اور نظم اجتماعی کا بھی دشمن بنا دیا۔ پھر اشتراکی اصولوں پر نہ صرف عقلی اور علمی حیثیت سے تنقید کی جائے، بلکہ عملی زندگی میں ان اصولوں کے نفاذ سے جو نتائج رونما ہوئے ہیں ان پر بھی ایک تفصیلی نظر ڈال کر دکھایا جائے کہ یہ اصول کس حد تک ناقابل عمل ہیں، اور اگر کسی حد تک قابل عمل ہیں بھی تو انسانیت کے لیے کس قدر نقصان رساں ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ جو مسئلہ سب سے زیادہ توضیح کا طالب ہے وہ یہ ہے کہ اشتراکیت کی بنیاد میں دہریت اور مادہ پرستی کس طرح داخل ہو گئی، حالانکہ ابتدا میں یہ تحریک صرف نظام سرمایہ داری کے خلاف ایک بغاوت تھی، اور اس کا مقصد محض معاشی مشکلات کو حل کرنا تھا؟ اس کے لیے مصنف کو مذہب کے ذہنی ارتقاء کی تاریخ پر ایک عمیق نظر ڈالنی ہوگی اور ان خطوط کا سراغ لگانا پڑے گا جن پر گذشتہ تین چار صدیوں سے مغربی تہذیب ترقی کرتی رہی ہے۔ اس تحقیق و تفتیش سے یہ راز منکشف ہو جائے گا کہ مذہب و سائنس کا جو معرکہ سولھویں صدی عیسوی میں شروع ہوا تھا، اور جس نے ترقی کر کے انیسویں صدی میں شدید نیچریت Naturalism اور مادیت Materialism کی شکل اختیار کر لی تھی، اس کا فطری نتیجہ وہی افکار و نظریات ہیں جن سے بولشوزم کا خمیر تیار ہوا ہے۔ بولشوزم

محض ایک معاشی مذہب نہیں ہے، بلکہ وہ تہذیب جدید کے شجر خبیث کا پختہ ثمر ہے۔ یورپ میں اس درخت کے جو ثمرات نمودار ہوئے ہیں وہ ابھی پختگی کو نہیں پہنچے ہیں۔ یورپ والوں کے دل و دماغ میں ابھی تک وہ اعتقادات اور اخلاقی اصول اور تمدنی نظریات بسے ہوئے ہیں جو ان کو مسیحیت سے وراثتاً ملے ہیں، اسی وجہ سے وہ اپنی خالص مادی تہذیب میں بھی مذہبیت، اخلاق اور معاشرت کی قدیم خصوصیات کو کسی نہ کسی طور پر برقرار رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں، دراں حالیکہ دونوں کے مزاج میں بنیادی اختلاف ہے، اور ان دونوں کا امتزاج ان کی عین فطرت کے خلاف ہے۔ اشتراکی روس نے اس غیر فطری امتزاج کا کلیۃً خاتمہ کر دیا، اور وہاں وہ تہذیب اپنے کمال طبیعی کو پہنچ گئی جس کی تعمیر سراسر مادہ پرستی اور نیچریت کی بنیادوں پر ہوئی تھی۔ نیچریت خدا پرستی کی ضد ہے۔ اس کی نگاہ میں انسان کی حیثیت ایک مستقل بالذات مشین سے زیادہ نہیں ہے اخلاقی تصورات کے لیے اس کے حدود میں کوئی گنجائش نہیں۔ انسانیت کی لطیف خصوصیات سب کی سب اس کے نزدیک بے معنی ہیں۔ صدق و کذب حسن و قبح اور خیر و شر کے درمیان تمیز کرنے اور ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کے لیے کوئی معیار اس کے پاس نہیں۔ وہ اعمال کو محض ان کے محسوس نتائج کے اعتبار سے جانچتی ہے، اور اسی لحاظ سے ان کی قدریں متعین کرتی ہے، کامیابی اور حیوانی اغراض کا حصول اس کا منتہائے مقصود ہے اور اس کے لیے وسائل میں جائز و ناجائز کے درمیان فرق کرنا نیچری اصول کے مطابق کسی طرح ممکن نہیں، بلکہ اس دائرہ میں جواز و عدم جواز کا مسئلہ سرے سے پیدا ہی نہیں ہوتا۔ یہ خصوصیات ہر اس تہذیب میں ضرور پائی جانی چاہئیں جس کی بنیاد نیچریت اور مادہ پرستی پر رکھی گئی ہو۔ یورپ میں یہ تہذیب ابھی خام ہے۔ روس میں اسے پختگی حاصل ہو گئی ہے، اور پندرہ بیس سال کی مختصر مدت ہی میں اس نے ثابت کر دیا ہے کہ جو نظام تمدن خالص نیچری بنیادوں پر قائم ہوتا ہے وہ انسان کے لیے دنیا کو کس طرح دوزخ بنا دیتا ہے۔